تعلیم وتربیت کا اسلوب وفرضیت

سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی

پی۔ایچ۔ڈی،ایم اے،ایم۔ایڈ،ایل۔ایل۔بی

فاضل علوم اسلامیہ، فاضل عربی، فاضل اردو

ABSTRACT

Dr. Sayed Ahmad Siddiqi

Coherence in between Education & Trainingin the light of the Teachings of the Holy Prophet (P.H.U.H)

Islam considers training as an essential outcome of education. The whole Holy Quran gives training alongwith the teachings to human beings. It guides towards these principles, purposes and the outlines, in regard on which the system of education of Islamic Society is established.

The Holy Prophet (P.B.U.H) practically implemented the coherent and classified system of education and training at the time of establishment of Islamic State in Madina. He outlined the basic structures of institutions for the mental and moral build up of the masses.

The factors which have their effects on education and training, like home, seminary, mosque, neighborhood environment, society and government bear tremendous responsibilities in this regard. Today, the Muslim Umma can overcome the present difficulties and

lead the whole world if it is fully abreast with the religious and modern education and equally fully equipped with the training.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منجملہ اور امتیازات و کمالات کے معلم و مربی بھی بنا کر بھیجا اور فرمایا یہ عظیم المرتبت رسول لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے گا، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا، ان کا تزکیۂ نفس کرے گا، انہیں علم کی دولت سے مالا مال کرے گا، انہیں زندگی کے اسرار و رموز سے آگاہ فرمائے گا، انہیں راہ زیست کے نشیب و فراز بتائے گا، انہیں رہن سہن کے آداب سکھائے گا، انہیں عبادت و ریاضت کے ڈھنگ بتائے گا، انہیں سجدہ ریز ہونے کا طریقہ سکھائے گا، انہیں ناز و نیاز کا سلیقہ بتائے گا، انہیں حلال و حرام کی تمیز کرائے گا، انہیں جائز و ناجائز کا فرق کرائے گا، انہیں حقوق و فرائض کی نشاندہی کا انداز سکھائے گا، انہیں خیر و شر سے مطلع فرمائے گا، انہیں شفقت و محبت اور ادب و احترام کا درس پڑھائے گا، انہیں رضائے رب کا سبق سکھائے گا، انہیں گناہوں اور خطاؤں سے بچنے کے اطوار بتائے گا، انہیں لغزشوں سے رکنے کی تربیت دے گا، انہیں بندگی کے اسلوب بتائے گا، انہیں صلح و آشتی، امن و امان اور انسانیت و شرافت کی قدروں سے روشناس کرائے گا، انہیں اخلاق کا، کردار کا، عزت کا، عظمت کا، شرافت کا، امامت کا، عدالت کا، شجاعت کا، تربیت کا، تہذیب کا، تزکیہ کا، رفعت کا، رافت کا بھولا ہوا سبق یاد کرائے گا۔(۱)

تعلیم و تربیت کا مفہوم:

لغت کے اعتبار سے تعلیم کا مادّہ علم (ع ل م) ہے، اس کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک کرنا، اس سے باب تفضیل میں "تعلیم" آتا ہے، تعلیم کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں، حتیٰ کہ متعلم کے ذہن اسکا اثر پیدا ہو جائے (۲)

انگریزی زبان کا لفظ Education لاطینی لفظ Edex بہ معنی نکالنا اور بمعنی رہنمائی سے مأخوذ ہے۔(۳)

تعلیم کے وسیع مفہوم میں وہ تمام معلومات وتجربات شامل وشمار ہوتے ہیں جو گود سے گورتک ہر فرد باضابطہ یا بے ضابطہ، رسمی یا غیر رسمی طور پر خود حاصل کرتا ہے یا اسے حاصل کرایا جاتا ہے۔(۴)

تربیت کے واضح معانی تہذیب، بلندی، ترقی، نفس، عقل، روح اور جسم کا تزکیہ ہے۔ تربیت اپنے معنی کے اطلاق اور شمول میں تعلیم کی عملیت سے زیادہ وسیع ہے، کیونکہ تربیت کا ہدف انسان کے تمام پہلوؤں کی نشوونما اور نکھار ہے۔قرآن وسنت، تربیت نبوی ﷺ کا منہج ہیں، جس کے تحت صحابہ کرامؓ کی تربیت ہوئی اور ہر دور کے مسلمانوں کی تربیت کا یہی منہج ہونا چاہئے۔(۵)

تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت:

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کا بنیادی مقصد ''اللہ تعالیٰ کا صالح بندہ بنانا ہے'' یعنی افراد کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں ذہنی، جسمانی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں، کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں، نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق ومالک کی طرف سے عائد ہوئی ہیں ان سے وہ کماحقہ، عہدہ برآ ہوسکیں۔(٦)

دنیا کے کسی مذہب نے یا نظام فکر نے تعلیم وتربیت کے حصول پر اتنا زور نہیں دیا جتنا اسلام نے۔لہٰذا زمانہ قبل اسلام کو زمانہ کفر نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت کے نام سے پکارا گیا۔اسی طرح اسلام کے سب سے بڑے دشمن کو ابوالکفر کے بجائے ابوجہل کہا گیا، خدا نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو سب سے پہلے تو انہیں اسمائے اشیاء کا علم دیا گیا، حضور ﷺ پر جب وحی اتری تو اس کا پہلا لفظ ''اقرا'' تھا۔قرآن مجید میں ایک قول کے مطابق لفظ ''علم'' یا اس کے مشتقات چار سو زیادہ مرتبہ آئے ہیں، اس کے علاوہ عقل، شعور اور تفکر بتکرار استعمال ہوئے ہیں۔(۷)

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کا اہم مقصد یہ ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان

بنیں، سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ”اسلامی دور کے مقاصد تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اٹھیں اور دنیا میں تہذیب وتمدن کے نظام کو اس طرز پر چلانے کے قابل ہوں جو اسلام چاہتا ہے۔(۸)

”نظام تعلیم کا مقصد محض کتابیں پڑھانے اور علوم وفنون سکھا دینے سے حل نہیں ہوسکتا۔ نہ یہ کبھی مثالی نظام تعلیم کہلاسکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تشکیل سیرت کو کتابی علم سے زیادہ اہمیت دی جائے، جس کے نتیجے میں انسانی اخلاقیات پیدا ہوں گی اور معاشرہ کی تعمیر صالح بنیاد پر رکھی جاسکے گی۔(۹)

ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر سعید اختر رقم طراز ہیں تعلیم وتربیت کا اوّلین مقصد طلبہ میں اسلامی نظریۂ حیات سے آگہی پیدا کرے، یعنی زندگی کا مفہوم اور مقصد، دنیا میں انسان کی حیثیت، توحید، رسالت، آخرت، انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ان کے اثرات، اخلاقیات کے اسلامی اصول، اسلامی ثقافت کی نوعیت، ایک مسلمان کے فرائض اور اس کا مشن انہیں سمجھایا جائے، انہیں بتایا جانا چاہئے کہ وہ کس طرح اعلیٰ مقاصد کے لئے دنیا کی تمام قوتوں کو استعمال کریں۔ تعلیم کو ایسے افراد پیدا کرنے چاہئیں جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اسلامی نظریات پر بھرپور یقین کے حامل ہوں اور اس طرح ان کے اندر ایک ایسا اسلامی نظریہ پیدا ہو کہ وہ زندگی کے ہر میدان کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنا راستہ خود بنا سکیں۔(۱۰)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے: عالمِ اسلام کے مشہور اسکالر علامہ یوسف القرضاوی کی رائے کے مطابق تعلیم وتربیت کا اہم مقصد 'صالح انسان' پیدا کرنا ہے، ایسا صالح انسان جس کے اوصاف سورۃ العصر میں بیان کئے گئے ہیں۔(۱۱)

پروفیسر محمد سلیم کی رائے: تعلیم وتربیت کے مقاصد کے حوالے سے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد سلیم صاحب رقم طراز ہیں: ﴿۱﴾ اسلامی نظریاتی حکمت پر ایمان راسخ پیدا کرنا، ﴿۲﴾ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کے مقاصد پورے کرسکے، ﴿۳﴾ انسان خلافت کا نظام دنیا میں [illegible]، ﴿۴﴾ اطاعت رب، اتباع سنت، تقویٰ اور آخرت کی جوابدہی کا ہردم تازہ

شعور پیدا کرنا، ﴿۵﴾ علوم ہدایت (علوم دینی) کی تعلیم دینا، ﴿۶﴾ علوم وصفی (عمرانی و سائنسی علوم) کی تعلیم دینا، ﴿۷﴾ انسان کی فنی اور حرفتی صلاحیتوں کونشو ونما دینا تا کہ رزقِ حلال کما سکے، ﴿۸﴾ انسان کی تہذیبِ نفس، تطہیر اخلاق اور تعمیر سیرت کرنا، ﴿۹﴾ انسان کو داعی حق اور اعمال خیر کا محرک بنانا، ﴿۱۰﴾ انسان کو محنت و مشقت کا عادی بنانا، ﴿۱۱﴾ انسان کے اندر صبر، مستقل مزاجی اور الوالعزمی کی صفات پیدا کرنا، ﴿۱۲﴾ انسان کے اندر پابندئ، اوقات، نظم وضبط اور پیش بینی کی عادت ڈالنا۔ (۱۲)

پروفیسر خورشید کے نزدیک تعلیم و تربیت کا اہم مقصد فرد کے کردار کی تعمیر ہے، اس حوالے سے وہ رقمطراز ہیں: ''تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت طالب علم کے کردار کی تشکیل کو حاصل ہونا چاہیئے، تعلیم جب تک اچھے کردار تعمیر نہ کرے گی، اپنا حقیقی مقصد کبھی حاصل نہ کر پائے گی، اسلام میں نیک اعمال اولین اہمیت کے حامل ہیں، قرآن پاک میں ایمان اور عمل صالح کی بہ یک وقت تلقین کی گئی ہے، اور نبی اکرم ﷺ کے بنیادی مشن میں تزکیہ، یعنی انسانی زندگی اور روح کی تطہیر، شامل ہے اور اسے اولیت حاصل ہے۔ (۱۳) تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی ہو تو فرد کے لئے اپنی رائے کو مؤخر کر کے ماہرین کی رائے کو مقدم اور تسلیم کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی رقمطراز ہیں: ہر فن اور تجربہ کے محققین و ماہرین اور اہل علم و معرفت کی آراء ماننا ضروری ہے اور یہ صحیح علمی و عقلی رویہ ہے۔ امور حربیہ میں عسکری ماہرین کی رائے ماننا ضروری ہے۔ معاشیات میں ماہرین معاشیات کی رائے سے استفادہ ضروری ہے۔ زرعیات میں ماہرین زراعت کی آراء کو وزن دینا ضروری ہے۔ علی ہذا القیاس دیگر مسائل و معاملات میں ان کے ماہرین و محققین سے استفادہ ضروری ہے۔ (۱۴)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کا ایک اہم مقصد تمدن کی دولت سے مالا مال کرنا ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بعثت کا ایک اہم مقصد نہ صرف اہل عرب بلکہ پورے عالم کو تمدن کی دولت سے مالا مال کرنا تھا اسی لئے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو تحدیث نعمت کے طور پر اپنے معلم

''کتاب وحکمت'' ہونے پر بڑا فخر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے آپ ﷺ کا یہ خوبصورت اور حکیمانہ طرزِ عمل بیان فرمایا: ''آپ ﷺ ایک دن اپنے حجرے سے نکلے اور مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ کے دو حلقے دیکھے ایک تلاوت اور دعاء میں مصروف تھا اور دوسرا علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دونوں حلقے اچھے کام میں مشغول ہیں، یہ قرآن پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں اگر وہ چاہے تو انہیں عطا کرے اور چاہے روک دے اور یہ علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہیں، **وانما بُعثت معلماً** اور مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے، کہہ کر علمی حلقے میں بیٹھ گئے۔ (۱۵)

تعلیم تربیت کے ایک جزء کی طرح ہے اور تربیت وہ محنت ہے جس کا مقصد تمام قوائے انسانی کو مختلف وسائل اور مشروع طریقوں سے مکمل اور مؤثر نشو ونما عطا کرے تاکہ انسان اپنے معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے، یہ تربیت انسان کے تمام پہلوؤں روح، عقل اور بدن سب کو شامل ہے۔ (۱۶)

اب اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو تو صرف معلومات میں اضافہ ہوگا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تعلیم کچھ اور شئے ہے تربیت کچھ اور
لاکھ طوطے کو پڑھایا پھر بھی وہ حیواں رہا

اسلام نے علم کا جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس دونوں کو ساتھ ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مخصوص نظام تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو رہے ہیں اور اس کا اظہار علم و فضل کی اصطلاح سے بھی ہوتا ہے جو علم اور نیکی اور اخلاق حسنہ میں بڑھے ہوئے ہونے کے مفہوم کو ادا کرتی ہے۔ (۱۷)

تعلیم و تربیت دنیا میں سب سے مشکل کام ہے، انسانی تعلیم و تربیت کسی مکان کی تعمیر کا نام نہیں کہ معمار جس اینٹ کو جس طرح گھڑ کر جہاں لگانا چاہے وہیں فٹ کر دے، بلکہ انسان

ایک جذبات رکھنے والی مخلوق ہے، جو کبھی نصیحت کی طرف مائل ہوتی ہے تو کبھی پند ونصائح سے بیزار دکھائی دیتی ہے، کبھی غم کی تصویر ہے تو کبھی مجسم خوشی، کبھی اندرونی کشمکش اس پر اثرانداز ہوتی ہے، تو کبھی وہ خارجی دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم وتربیت کا ایک ہی لگا بندھا طریق کار ہر انسان کے لئے کارگر نہیں ہوسکتا۔ (۱۸)

انسانی فطرت ہے کہ انسان سہولت پسند ہے اس کے لئے تعلیم و تربیت میں اسے دین ودانش سے دہشت زدہ کرنے کے بجائے اس سے مانوس کیا جائے اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری یہی رہنمائی کرتا ہے، تعلیم وتربیت میں ترویج اور تیسیر ایک بنیادی حکمت ہے جس کو اپنا کر ہم معاشرے کے بہترین افراد تیار کر سکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بشروا وَلاتنفروا ویسروا وَلَا تعسّروا (۱۹)

بشارت دو نفرت پیدا نہ کرو، آسانی بہم پہنچاؤ، تنگی میں نہ ڈالو۔

اسلامی تعلیم وتربیت کا حصہ ہے کہ اساتذہ کی تعظیم واحترام کی طرح فرد کے دل میں آلاتِ علم کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کی عظمت واحترام بھی اس کے دل میں ہو، ہمارے اکابرین اور اساطین علم نے ہمیشہ اس کی تعلیم دی اور اپنے علم سے اس کی ترغیب دی۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے، جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگالیا جاتا ہے۔ فوراً گھبرا کر باہر آگئے اور ایک درخت کی جڑ میں دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایک نقطہ کو علم کے ساتھ ایک تلبس ونسبت ہے۔ اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں (۲۰)

اس کے برخلاف ہم اپنے اردگرد نظر ڈالتے ہیں تو آج کل روشنائی کا بیت الخلاء لے جانے کا کیا کہنا، کسی بھی بیت الخلاء میں جا کر محسوس ہوتا ہے کہ کسی کتابت کے مشق کے کمرے میں آگئے ہیں، ہر طرف دیواروں پر طرح طرح کے جملے اور عبارتیں لکھی ہوتی ہیں یہ نہایت مضموم فعل اور بڑی بے ادبی ہے۔ دوسری بے ادبی جو عام ہے وہ اخبار ورسائل میں درج قرآنی

آیات، احادیث، اسماء الٰہیہ ہیں جن کا ادب واحترام کیا جاتا ہے نہ انہیں محفوظ کیا جاتا ہے گلی، کوچوں غلاظتوں کی جگہوں میں بکھرے نظر آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا جن عالمگیر پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اس میں اس بے ادبی کا بھی بڑا دخل ہے۔(۲۱)

انبیاءکرام علیہم السلام کا تربیتی اُسلوب:

ہر نبی مامور من اللہ ہوتا ہے اور وہ پوری قوم کی تعلیم وتربیت وحی الٰہی کی روشنی میں کرتا ہے، مختلف انبیاء علیہم السلام کی دعوت وتربیت کے بارے میں قرآن کریم ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ھودؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یونسؑ، حضرت داوٗدؑ وسلیمانؑ کا اندازِ تعلیم وتربیت ہمیں ملتا ہے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہا السلام کی کا تربیتی اسلوب

''جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا'' ''فرمانبردار ہو جاؤ'' انہوں نے کہا'' میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی'' اس کی وصیت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے۔ خبردار! تم مسلمان ہی مرنا، کیا (حضرت) یعقوبؑ کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے'' (۲۲)

حضرت لقمان علیہ السلام کا تربیتی اسلوب:

نیک والدین اپنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کرتے ہیں، حضرت لقمان کا واقعہ جو نزول قرآن سے صدیوں پہلے کا ہے ان کی نصیحت آموز باتیں جو وہ اپنے بیٹے کو تربیت دینے کے لئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہوئیں کہ اُمت محمد ﷺ کی تعلیم وتربیت ورہنمائی کے لئے اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمائی۔(۲۳)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت کرتے ہوئے شرک سے منع کیا، نیکی کی ترغیب دی، نماز قائم کرنے کا حکم دیا، اچھے کاموں کی تلقین کا حکم دیا، برے کاموں سے منع کرنے کا حکم دیا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا، اسی طرح انتہائی سبق اموز باتوں سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔(۴۴)

عہد نبوی ﷺ کا تربیتی اسلوب:

ماقبل اسلام عربوں کے مرغوب مشغلے تھے لیکن سائنس اور ادب کے دلدادہ مفقود تھے، ہادئ اسلام کی تلقین نے عرب قوم کی سوئی ہوئی قوتوں کو جگا کر ان میں ایک نئی حرکت پیدا کردی۔ آپ ﷺ کی مدت حیات کے اندر ہی ایک تعلیمی ادارے کی داغ بیل پڑ گئی، جس کی بنیاد پر آئندہ سالوں میں بغداد، سالرنو، قاہرہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ یہاں معلم اسلام بنفس نفیس صفائے قلب اور پاکیزگی روح پیدا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔(۴۵)

دنیا کی تاریخ میں کون سا ایسا استاذ ومربی گزرا ہے جس کے ہاتھوں اتنی بڑی اور راست باز تعداد میں لوگ تیار ہوئے ہوں، جتنی بڑی تعداد میں حضور ﷺ کی تعلیم وتربیت کے ذریعے تیار ہوئے، جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی وہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کیا تھے اور پھر کیا ہوگئے؟

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا(۴۶)

نبی اکرم ﷺ ملت اسلامیہ کے سب سے پہلے معلم تھے۔ آپ ﷺ ہی نے پہلی منظم تعلیم گاہ مدینہ منورہ میں قائم فرمائی۔ صفہ نامی چبوترہ پہلا مدرسہ تھا اور اصحاب صفہ اس کے متعلم تھے۔ اس مدرسے میں ۷۰ اور ۸۰ تک طالب علم تھے۔ حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے صحابہؓ کبار بھی یہاں معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔ اصحاب صفہؓ میں سے ایک یعنی حضرت معاذؓ بن جبل مالی امور کے نگراں تھے اور عطیات کی تقسیم کا کام ان ہی کے سپرد تھا۔ ان متعلمین میں

سے مختلف افراد اسلامی حکومت کی مختلف خدمات کے لئے مامور کردیئے جاتے تھے، اور تعلیم وتبلیغ کے لئے تو خصوصیت سے انہیں اصحابؓ کو بھیجا جاتا تھا اپنی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے یہ طلبہ خود بھی محنت کرتے اور کماتے۔ دوسرے اہل ثروت مسلمان بھی ان طلبہ اوران کے متعلمین کی مقدور بھر مدد کرتے اور خود حضور اکرم ﷺ بھی براہ راست ان کی مدد فرماتے۔(۲۷)

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر ان کو ایک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر(۲۸)

اس مدرسے نے اسلامی قلمرو میں تعلیم کی نہج قائم کی اور جو روایت اس میں پڑی وہ ہی ہماری تعلیمی روایت بن گئی اور وہ روایت یہ تھی:

﴿ا﴾ اولین چیز دینی تعلیم ہے۔قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کو نصاب تعلیم کا مرکز ومحور ہونا چاہیے۔﴿ب﴾ تعلیم کا مقصد ا۔اچھا مسلمان اور داعی الی الحق بنانا،۲۔اور مسلم معاشرے کی ہمہ ضروریات کو پورا کرنا ہے۔﴿ج﴾ رسول کریم ﷺ نے تعلیم اور مسجد کا تعلق قائم کیا۔مسجد دینی محور، سیاسی مرکز اور تعلیم گاہ بنی اور اس کے ذریعے سے طالب علم ایک مخصوص ثقافتی ورثے کے امین بنے۔﴿د﴾ متعلمین کے لئے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود محنت مزدوری کرنا، اور مختلف حرفتوں کو سیکھنا اور ان سے وابستہ ہونا اچھا اور پسندیدہ قرار پایا۔﴿ہ﴾ تعلیم کی آخری ذمہ داری مسلمان معاشرے اور اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے اور اسے اس مقصد کے لئے اپنے وسائل استعمال کرنے چاہئیں۔مسلمانوں کی قومی آمدنی اور بیت المال پر اولین حق زیر تعلیم طلبہ اور ان پر ہونے والے جملہ مصارف کا ہے۔(۲۹)

Sprit of Islam کے مصنف سید امیر علی آپ ﷺ کے حوالے سے رقمطراز ہیں: ”رسول عربی ﷺ کو علم اور سائنس سے جو محبت تھی اور جو آپ ﷺ کو تمام دوسرے معلمین دین سے امتیاز بخشتی اور جدید دنیائے فکر سے آپ ﷺ کو ایک نہایت قریبی رشتہ موانست میں منسلک کرتی ہے۔“(۳۰)

آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ڈاکٹر خالد علوی رحمۃ اللہ علیہ کامل میں رقمطراز ہیں: ''نبی ﷺ کی دعوت سرتاپا تعلیم تھی، ایسی تعلیم جو علام الغیوب کی طرف سے آرہی تھی، قرآن کریم کی صورت میں جو کچھ آپ ﷺ پر اترتا تھا آپ ﷺ اسے بلاکم وکاست اپنے شاگردوں تک پہنچادیتے تھے۔ جس طرح قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ کی زندگی کے تیئس برسوں پر پھیلا ہوا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم وتعلم کی مشغولیت بھی تیئیس برسوں پر مشتمل ہے۔(۳۱)

خواتین کی تربیت کا اسلوب:

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ فرد کی تربیت میں سب سے اہم کردار عورت کا ہے اور ہر دور میں اس کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدنیا متاعٌ وخیر متاع الدنیا المرأة الصالِحةُ (۳۲)

''دنیا متاع ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع نیک عورت ہے''

خصوصیت کے ساتھ جب عورت ماں کے روپ میں ہو تو فرد کے لئے ماں کی گود سب سے پہلی تعلیم وتربیت کی درسگاہ ہوتی ہے اس لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الجنّةُ تحت اَقدامِ الامهات۔۔(۳۳)

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے''

آپ ﷺ نے اسی درسگاہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

اطلبوا العِلم من المهدِ اِلَی اللحد

''ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرو

سائنسی طور پر یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ عورتیں بچوں کی ضروریات، سہولت اور جذبات کے بارے میں بہتر سوجھ بوجھ رکھتی ہیں۔ اس لئے انسان سازی کا کام وہ بطریق احسن کرسکتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ سے ہی ہر دور میں یہ ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے۔(۳۴)

عورت وہ ذمہ داریاں سنبھال لیتی ہے جو اس سے متعلق ہیں اور اس کی طبیعت و

مزاج اور جنس سے مطابقت رکھتی ہیں، مثلاً گھر کا نظم ونسق سنبھالنا، کام کاج کرنا، بچوں کی تربیت ودیکھ بھال اور واقعی کسی نے بالکل درست کہا ہے:

والأم مدرسة اذا أعددتها　　　أعددت شعباً طيب الأعراق

ماں ایک ایسا مدرسہ ہے کہ اگر تم نے اسے تیار کرلیا　　　تو ایک ایسی جماعت کو تیار کرلیا جو بہترین جڑوں اور بنیاد والی ہے (۳۵)

ابتدائی زمانہ سے ہر دور میں انسان سازی کی ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے، اسی حقیقت کے اظہار کے لئے نپولین بوناپارٹ کا قول ہے: "تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا"۔ (۳۶)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بھی عورت کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ　　　اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشت خاک اس کی　　　کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنوں!

مکالمات افلاطوں نہ لکھ سکی لیکن!　　　اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں (۳۷)

ایک مسلمان ماں کو اپنے بچے کی پرورش وتربیت ان خطوط پر کرنی چاہئے کہ وہ نہ صرف جسمانی طور پر بہترین صلاحیتوں کا حامل ہو بلکہ ذہنی طور پر بھی سب سے فائق ہو، تاکہ اس جہاں میں اپنے رب کی نیابت کا فریضہ بخوبی ادا کرسکے۔ (۳۸)

تعلیم وتربیت کی فرضیت واہمیت:

اسلام میں تعلیم وتربیت کے حق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی پہلی وحی کا آغاز حرف اقراء سے ہوا جو تعلیم وتربیت حاصل کرنے کی اہمیت کو بیان کرتا ہے، قرآن کریم کے نازل ہونے والے اس پہلے حکم کے مطابق اسلام میں تعلیم وتربیت حاصل کرنا حق نہیں بلکہ فرض ہے۔ اسلامی ریاست اس امر کی پابند ہے کہ وہ شہریوں کو وہ تمام سہولتیں فراہم کرے جو ان کی تعلیم وتربیت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح:

۱۔ ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حقدار ہے۔

۲۔ ہر شخص اپنے پیشے اور مستقبل کے مشاغل منتخب کرنے کا آزادانہ حق رکھتا ہے۔ اسے اپنی فطری صلاحیتوں کے جوہر کے بھرپور اظہار کا موقع دیا جائے۔

اسلام اور مغربی قانون کے تصورات کے تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مغربی قانون نے تعلیم وتربیت کے حق کا جو اعتراف دور حاضر میں کیا ہے، اسلام نے صدیوں قبل اپنی وحی کے آغاز سے ہی اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔(۳۹)

حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ فرماتے ہیں، بچے کی تعلیم وتربیت ایک نہایت اہم فریضہ ہے وہ والدین کے پاس امانت ہے اس کا دل گوہر نفیس کی طرح پاک ہے اور تمام نقوش سے خالی ہے اور موم کی طرح نقش پذیر ہے، جس طرف مائل کرو، اس طرف میلان کے لائق ہوتا ہے، اگر سعادت کا بیج بوؤ گے تو دین ودنیا میں سعادت حاصل کرے گا اور ماں، باپ اور استاد اس کے ثواب میں شریک ہوں گے، اور اگر اس کے خلاف ہوگا تو بدبخت ہوگا اور پھر جو کچھ بھی اس پر گزرے گا وہ اس میں شریک ہوں گے اس لئے فرزند کو مؤدب بنائیں اور نیک اخلاق سے آراستہ کریں اور بری صحبت سے بچائیں(۴۰)

اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت نہ دینا بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سورہ انعام کی آیت ۱۵۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''اولاد کو تعلیم وتربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بداخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار ہو یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں۔ جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال واخلاق کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے ان کو آزاد چھوڑتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں اور ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چند روزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے، یہ قتل انسان کی آخروی اور دائمی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔(۴۱)

اسلام میں تعلیم وتربیت کو اہمیت کیوں ہے؟

اس لئے کہ صحیح تعلیم وتربیت کے بغیر آدمی اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے اور نہ اس کائنات

میں اپنی حیثیت کو،

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ○ (۴۲)

اور جو لوگ پختہ علم رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم (متشابہ آیات پر بھی) ایمان رکھتے ہیں کیونکہ سبھی طرح کی آیتیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہوں۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰوٓءُ (۴۳)

''بے شک اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہوں۔''

اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے، (۴۴) بلکہ اہل علم کا درجہ تو بہت بلند ہے۔ (۴۵)

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کر سکے، چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں:

طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم(۴۶)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔''

لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جائے کہ اس حکم میں صرف دینی علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا بلکہ بنیادی علم یعنی لکھنا پڑھنا جاننا بھی اس سے مراد ہے، جس کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور مدینے میں بھی ایسے لوگ کم تھے اور آنحضرت ﷺ کو اس کمی کو پورا کرنے کا اتنا خیال تھا کہ بدر میں جو پڑھے لکھے قیدی تھے ان کا فدیہ مقرر کیا گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، چنانچہ حضرت زیدؓ بن ثابت جیسے عالم نے اس موقع پر ہی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ (۴۷) اس میں سائنسی تعلیم بھی شامل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ۝ (۴۸)

''اے نبی (ﷺ) ان سے کہو کہ تم زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔''

اور مسلمانوں کو مظاہر فطرت کے مشاہدے پر ابھارتا ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (۴۹)

''بے شک آسمانوں اور زمین کا پیدا ہونا، دن اور رات کا بدلنا، سمندر میں کشتیوں کا تیرنا اور ان سے لوگوں کا فائدہ اٹھانا، آسمان سے بارش کا برسنا اور اس کے ذریعے زمین کا زندہ ہو جانا، اس کے مرنے کے بعد روئے زمین پر طرح طرح کے جانوروں کا پایا جانا، ہواؤں کا چلنا اور زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کا حکم کے تابع ہونا، یہ ان لوگوں کے لئے اللہ کی کھلی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔''

اور مسلمانوں کو کائنات کی تعلیم دیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی تو بنایا ہے:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (۵۰)

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے اسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو مسخر کر دیا ہے۔''

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً۔(۵۱)

''اور اسی (اللہ) نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔''

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے(۵۲) نیز آپ ﷺ ہمیشہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔(۵۳)

وَسَخَّرَ لَکُم مَّا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً مِّنْهُ
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۝(۵۴)

اور اسی نے تمہارے لئے زمین و آسمان کی کی سب چیزوں کو مسخر کیا۔
بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔
تجربہ مشاہدہ کی حمایت کرتا ہے۔

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (۵۵)

اے نبی (ﷺ) ان سے کہو تم زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔

امور کو ان کی بہترین شکل میں انجام دینے کی تلقین کرتا ہے یعنی Excellence کا حکم دیتا ہے، چنانچہ حدیث جبرائیل میں ہے کہ حضرت جبرائیل نے پہلے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ (یعنی عقیدہ) پھر پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ یعنی اعمال اور اس کے بعد پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ یعنی ان اعمال کو بہترین طریقے سے انجام دینے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے وہ طریقہ بتادیا یعنی اللہ تعالیٰ کی حضوری کا تصور(۵۶) ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

ان اللّٰہ کتب الاحسان علیٰ کل شی(۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ فرض کیا ہے کہ ہر کام بہترین طریقے سے کرو اور یہاں مہمات امور کی بھی قید نہیں کہ نماز، روزہ اور جہاد جیسے امور بہترین طریقے سے انجام دو بلکہ فرمایا

کہ چھوٹا سے چھوٹا کام ہو تو بھی بہترین طریقے سے کرو، چنانچہ فرمایا: "اگر جانور ذبح کرنا ہو تو بھی اچھی طرح کرو اور پہلے چھری اچھی طرح تیز کر لو"۔ (۵۸)

تعلیم وتربیت کا قرآنی اسلوب

پورا قرآن کریم انسان کی تعلیم وتربیت کے لئے ہے اور پورے قرآن کریم میں وہ اصول، مقاصد اور خطوط کار پھیلے ہوئے ہیں جن پر اسلامی معاشرے کا نظامِ تعلیم استوار ہونا چاہئے اور پھر نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی اسلامی ریاست میں قرآن کریم کے منشا کے مطابق بچوں، بالغوں، عورتوں اور قائدین عوام کی تعلیم وتربیت کا جو ہمہ گیر نظام عملاً نافذ کیا اور عوام کی ذہنی واخلاقی تعمیر کے لئے ادارات کے نقوش اولین قائم کیے (۵۹)

نبی آخر الزماں پر نزول وحی کا پہلا لفظ "اقـــــراء" اس بات کا اعلان تھا کہ آنے والے دور کی امامت تحصیل علم وحکمت سے مشروط ہے۔ اقرا کے لفظ سے جہاں اہمیت علم کا اظہار ہوتا ہے وہیں بـــاسـم ربـک کے الفاظ میں اسلام کا تصور تعلیم بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تعلیم دراصل نظریہ اعتقاد کو اگلی نسل میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ مجرد معلومات، تخریب سکھاتی ہیں اس لئے مجرد پڑھنے کا نہیں بلکہ رب کے نام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ گویا خواہ نصاب تعلیم ہو یا مربی ومعلم کی گفتگو، ہر چیز فروغ تعلیم کے ساتھ ساتھ طالب علم کا تعلق اس کے رب سے بھی جوڑ رہی ہے۔ (۶۰)

عبودیت وربوبیت کی یہ روح پورے تعلیم وتربیتی مل میں رچی بسی ہوئی ہو۔ اس لئے دوسری آیت میں تخلیق انسان کی طرف اشارہ کر کے اس کا اصلی مقام یاد دلایا گیا۔ جبکہ تیسری آیت میں اقراء کی تاکید کے ساتھ پھر سے رب کی عزت وعظمت کا تصور اجاگر کیا گیا ہے۔ بعد ازاں **اَلَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ** کے الفاظ کے ذریعے سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ محض علم اسلام کی نظر میں کافی نہیں بلکہ علم کی حفاظت ضبط تحریر کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ قلم اور کتاب کے بغیر صلاحیت علم ٹھٹھر جاتی ہے۔ یہ بات اس دور میں فرمائی گئی جب عرب کے لوگ کسی چیز کے لکھنے کو اپنے حافظے کی توہین تصور کرتے تھے اور لکھنے کا عمومی مزاج نہ تھا۔ (۶۱)

قرآنی اسلوب جو ہمیں تعلیم و تربیت دیتا ہے وہ یہ کہ انسان کی تعلیم و تربیت قدرتی بھی ہوتی ہے اور گردو پیش کے حالات و مشاہدت سے بھی لیکن تربیت کی اصل ذمہ داری ایک فرد کی اپنی ہی ہے۔ تربیت کے عمل میں یہ سب سے پہلا اور بنیادی سبق ہے، جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔(۶۲)

اپنی کوشش اور اپنے عمل سے آدمی اپنا حصہ پاتا ہے، قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى (۶۳)

''اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔''

جو آدمی خود کچھ نہ بننا چاہے وہ دوسروں کے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ آدمی اپنی محنت اور کوشش سے ہی اپنے آپ کو وہی کچھ بناتا ہے جو وہ بننا چاہتا ہے، لہٰذا تعلیم و تربیت کے ضمن میں بنیادی بات اپنی ذمہ داری کو سمجھنا ہے۔(۶۴) قرآن پاک اس ضمن میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (۶۵)

''فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی''

قرآن کریم کی ساری تعلیمات ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہماری تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا اور عظیم ذخیرۂ علم ہے، جس میں ہماری دینی، ملی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی تعلیم و تربیت ہے۔ خواہ وہ ہمارے بچپن سے متعلق ہوں، جوانی سے یا قبر یا انفرادی سطح کی ہوں یا اجتماعی، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

> ''اے ایمان والو! تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو پہنچے ہیں ان کو تین وقتوں میں اجازت نہیں، نماز صبح سے پہلے اور جب دوپہر کو کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ

الزام ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے، اور جس وقت تم میں کہ وہ لڑکے سن بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔"(٦٦)

ذرا آیاتِ قرآنی میں غور کیجئے! گھر کے اندر داخل ہونے کے متعلق بڑوں اور بچوں کی کس طرح یکساں تربیت کی گئی ہے؟ بچے بالغ ہونے سے قبل اپنے ہی گھر کے اندر داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کے پابند ہیں۔ یعنی اپنے ماں، باپ، بہن بھائیوں وغیرہ کے کمروں میں داخلے کے وقت ان سے اجازت طلب کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: انسان اپنے والد، والدہ اگرچہ انتہائی بوڑھی کیوں نہ ہو، اپنے بہن بھائیوں اور اولاد وغیرہ کے گھروں میں داخل ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کرکے داخل ہو۔(٦٧)

وقت اور فراغت سے کماحقہ فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو انجام خطرناک ہوسکتا ہے۔ خاص کر فرد جب تضیع اوقات کی عادت کے ساتھ نشو نما پائے اور وقت سے کام نہ لینے کے ساتھ پروان چڑھے تو معاملہ اور بھی گھمبیر ہوسکتا ہے۔ فراغت کے بطن سے بہت ساری آفات جنم لیتی ہیں، اور بے کاری کے گود سے ہزاروں قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر عمل اور وقت سے کام لینا زندہ اور زندگی کی علامت ہے تو بے کاری مترادف موت ہے، اور بے کار لوگ مُردوں کے مانند ہیں، وقت کو ضائع کرنے والے لوگوں کا انجام انتہائی ہلاکت اور ناکامی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا ہے۔ بلکہ دونوں جہانوں کی کامیابی کے لئے وقت سے کام لینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے کہ

قیامت کے دن انسان کی عمر کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کو کس مصرف میں خرچ کیا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار تو پیدا نہیں کیا۔(٦٨)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ -(٦٩)

''تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔''

وقت کو کارآمد بنانے کے متعلق حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول انتہائی اہم ہے: حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:

اذا لم تشغل نفسك بالحق شغلتك بالباطل-

''یعنی اگر تم اپنے نفس کو حق اور درست کام میں نہیں لگاؤ گے تو وہ تمہیں باطل اور بے کاری میں لگا دے گا۔''

یہ بات بالکل درست ہے، اس لئے کہ نفس خود تو راہِ راست پر نہیں چل سکتا۔ لہٰذا اگر نفس کو صحیح کاموں اور بھلائی کے منصوبوں پر نہ لگایا گیا تو نفس کے بے راہ افکار ایک مقام پر ٹھہرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس کو ہلاکت اور فضولیات کے سمندر میں ڈال کر رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بے کاری و تضیع اوقات مشکلات میں ڈالنے کا بڑا سبب ہے، بلکہ اخلاقی بے راہ روی، راہِ راست سے کج روی کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔(٧٠)

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے، یہ خیر کی علامت اور شرافت کی نشانی ہے۔ یہ دلوں کو جوڑنے کا سبب اور نفوس کی صفائی کا باعث اور محبت و الفت کو بڑھانے میں ممد و معاون ہے۔ قرآن کریم میں سلام کا جواب بہتر سے بہتر طریقے سے دینے کا ہمیں حکم ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا(٧١)

''اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کر دیا

ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔"

اگر ایک مسلمان کی طرف سے سلام کا القاء ہو تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ سلام کرنا تو سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔(۷۲)

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

"انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

کے الفاظ میں یہ سبق عیاں ہے کہ اسلام میں حصول علم اور فروغ علم پر کوئی پابندی نہیں۔ دین اسلام کو عیسائیت کی طرح فروغ علم اور سائنسی انکشافات سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عیسائیت نے اعتقادات تو دیئے مگر علم وفکر کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ جبکہ اسلام نے علم وفکر سے اعتقادات کی حفاظت کی۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ تدبر، تفکر، تعقل اور تفقہ کے الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حصول علم کے لئے انسانی کاوشوں کو وہ بنظر تحسین دیکھتا ہے۔(۷۳)

قرآنی تعلیم وتربیت کا ایک خوبصورت انداز یہ بھی ہے کہ وہ ہر گھڑی امید وخوف کی کیفیت کو اس طرح قائم رکھتا ہے کہ انسان نہ تو خدا کی گرفت سے بے خوف ہو سکے اور نہ اس کی رحمت ومغفرت سے مایوس ہو جائے۔ چنانچہ جہاں اس نے عذابِ جہنم کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی جنت کی بشارت اور اس کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔(۷۴)

۱۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ(۷۵)

"وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

۲۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ (٧٦)

"اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

۳-كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلاً مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ٥ (٧٧)

"جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔"

۴-رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ٥ؑ (٧٨)

(ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ نے دعا کی) "اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے۔ ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے"۔

۵-وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ٥ (٧٩)

اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

۶- اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
عَلَقٍO اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْO (۸۰)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی، اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

۷- قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ - (۸۱)

''آپ (ﷺ) فرما دیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں''

۸- شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ - (۸۲)

''گواہی ہے اللہ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔''

۹- يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
دَرَجٰتٍ - (۸۳)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔''

۱۰- فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَO (۸۴)

''سو پوچھو یاد رکھنے والو (اہل علم) سے اگر تم کو معلوم نہیں۔''

۱۱- فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُونَ○(۸۵)

''سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور خبر پہنچادیں اپنی قوم کو جب واپس آئیں ان کی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔''

۱۲-وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ
وَلَا تكتمونهٗ (۸۶)

''اور جب اللہ نے اقرار لیا، کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے۔''

۱۳-إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
غَفُوْرٌ○(۸۷)

''اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے۔ تحقیق اللہ زبردست ہے، بخشنے والا۔''

۱۴-وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا
الْعَالِمُوْنَ○(۸۸)

''اور یہ کہاوتیں بٹھان کرتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور ان کو بوجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے''

۱۵-بَلْ هُوَ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ أُوتُوا
الْعِلْمَ○(۸۹)

''بلکہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں صاف، سینے میں ان کے جن کو ملی ہے سمجھ۔''

۱۶-وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔(۹۰)

''آپ ﷺ فرمائیں اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

تعلیم وتربیت کا نبوی ﷺ اسلوب:

۱۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔(۹۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دینی بصیرت عطا فرماتے ہیں۔(۹۲)

۳۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔(۹۳)

۴۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔(۹۴)

۵۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی برتری تمام ستاروں پر۔(۹۵)

۶۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔(۹۶)

۷۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھیں جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر اس کو جسے سنا ویسے ہی پہنچا دیا۔(۹۷)

۸۔ جس نے ہدایت کی کسی بات کی طرف بلایا، اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والے کے لئے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔(۹۸)

۹۔ جس نے خیر کی بات کی طرف رہ نمائی کی اس کے لئے عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔(۹۹)

۱۰۔ مجھ سے (جو سنو) آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہو۔(۱۰۰)

۱۱۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بار بار یہ ارشاد فرماتے: اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ (۱۰۱)

اس کے بعد فرمایا: فلیبلغ الشاھد الغائب (۱۰۲)

۱۳۔ تعلیم دینے والے یعنی معلم اور استاذ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے،

اہل اسمان، اہل زمین، حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں۔(۱۰۳)

۱۴۔ طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھادیتے ہیں۔(۱۰۴)

۱۵۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے عالم کو چاند سے تشبیہ دی، فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت، علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔(۱۰۵)

۱۶۔ اپ ﷺ نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتے ہیں۔(۱۰۶)

۱۷۔ اور طالب علم کو ایک یہ بشارت سنائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جب تک لوٹ نہ آئے۔(۱۰۷)

۱۸۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر فرمایا فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ بھوکا طالب علم ہے اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہ ہو۔(۱۰۸)

۱۹۔ ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا، دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔(۱۰۹)

۲۰۔ اور ایک مقام پر عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کمتر شخص پر۔(۱۱۰)

۲۱۔ طالب علم کے رزق کی ذمے داری اللہ تعالیٰ کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔(۱۱۱)

۲۲۔ حصول علم کو آپ ﷺ نے کفارہ گناہ قرار دیا۔ فرمایا: جو شخص علم حاصل کرتا ہے اس کا

یہ عمل اس کے (عمل) ماضی کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (۱۱۲)

۲۳۔ عالم کی موت کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا۔ عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جس کو بند نہیں کیا جا سکتا، خواہ لیل ونہار کتنے ہی بدل جائیں۔ (۱۱۳)

۲۴۔ راہ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے، مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو حصے ثواب لکھے گا اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہوگا۔ (۱۱۴)

معلّم ومربی اعظم چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، اپنے ہر عمل سے اپنی ہر ادا سے صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتربیت فرماتے کہ آپ ﷺ کا ہر عمل مشعل راہ ہوتا اور تا قیامت وہ ہمارے لئے تعلیم وتربیت کا حصہ ہے۔ گھر سے نکلتے تو سلام میں ہمیشہ پہل کرتے اور فرماتے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے محفوظ ہوتا ہے۔ (۱۱۵) بچوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انہیں سلام کہتے۔ (۱۱۶) بچوں سے پیار بھی کرتے۔ (۱۱۷) بازار کو ناپسندیدہ جگہ سمجھتے۔ (۱۱۸) لیکن وہاں جاتے تو ہر ایک کو سلام کرتے۔ (۱۱۹) انتہائی خوش مزاج تھے اور متبسم رہتے۔ (۱۲۰) مسکراتے چہرے سے ملتے اور اسے نیکی اور شائستگی قرار دیا۔ (۱۲۱) صحابہؓ کی محفل میں بیٹھتے تو عام آدمی فرق محسوس نہیں کرتا تھا۔ (۱۲۲) نماز صبح کے بعد خصوصی مجلس ہوتی تھی۔ (۱۲۳) اس میں قصے بھی ہوتے اور ہنسی بھی۔ (۱۲۴) بیماروں کی عیادت کا اہتمام کرتے۔ (۱۲۵) حدیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کا وہ مشہور جملہ موجود ہے جو آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے وہ جملہ یہ ہے: **"لا باس طهور ان شاء الله"** (۱۲۶) مزاح بھی فرماتے۔ حضرت انسؓ کو **"یا ذوالاذنین"** کہہ کر پکارتے۔ (۱۲۷) اشعار بھی سنے، انہیں پسند بھی فرمایا، لبید کے درج ذیل ایک مصرع کو اصدق الکلمۃ کہا۔ (۱۲۸)

اَلا کُل شئی مَا خلا اللّٰہ باطلٌ   وَ کُل نعیمٍ لا محالۃَ زائلٌ

رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ہمسایوں کا خیال آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اہم حصہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔(۱۲۹)

''انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''(۱۳۰)''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہ شخص مومن نہیں، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا وہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں''۔(۱۳۱)

''جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔''(۱۳۲) اسی طرح آنجناب ﷺ کو غیبت، فحش گوئی، عیب چینی، حسد، بغض اور لوگوں کے درمیان عداوت پیدا کرنے سے شدید نفرت تھی۔(۱۳۳) عبداللہ بن ابی۔کے سلسلہ میں مروت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہ ایک مستقل نمونہ ہے۔(۱۳۴) سماجی زندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ایک ایفائے عہد، حسن سلوک دوسرے عفو و درگزر۔حضور ﷺ کی زندگی میں یہ دونوں خصوصیات بہت ابھری ہوئی ہیں۔(۱۳۵) حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی اور ابوسفیان کی بیوی۔(۱۳۶) ہندہ کے ساتھ آپ کا رویہ مثالی حیثیت رکھتا ہے۔مکے والوں کو ''لاتثریب علیکم الیوم''(۱۳۷) فرمانا معاشرتی اور سیاسی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو آنجناب ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ہمارے لئے حضور ﷺ کی سیرت میں فکر وعمل کے بے مثال نمونے ہیں۔بالخصوص تعلیم وتربیت کے حوالے سے۔اسلامی نقطہ نظر سے تمام اخلاق کی بنیاد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔اس لئے خلق خدا کے لئے ہمدردی وخیر خواہی تمام اعمال کی محرک ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" (۱۳۸)

خلق خدا کے لئے محبت و شفقت ہر مومن سے مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث میں لوگوں کے ساتھ نرم روی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔" (۱۳۹) نفع بخش و فیض رسانی اوّلین خلق ہے۔ جس کے لئے حضورﷺ نے توجہ دلائی، آپﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔" (۱۴۰) یہ نفع بخشی بغیر کسی ذاتی غرض و مصلحت کے ہے۔ رشتہ داروں، عام ضرورت مندوں، عام انسانوں حتیٰ کہ جانوروں سے حسن سلوک پسندیدہ رویہ ہے۔ بدسلوکی اور ضرر رسانی ناپسندیدہ رویہ ہے، آنحضورﷺ سے مروی ہے: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں۔" (۱۴۱) اسی طرح آنحضورﷺ سے مروی بعض احادیث میں اچھی بات اور اچھا عمل پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اگر انسان کو اس پر قدرت نہ ہو تو برائی کرنے اور ضرر پہنچانے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں حکمت نبویﷺ کا ابلاغ ملاحظہ فرمائیں۔ "جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کہنی چاہئے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔" (۱۴۲) "ہر اچھی بات صدقہ ہے"۔ (۱۴۳)

تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل

تعلیم و تربیت پر متعدد عوامل اثر انداز ہوتے ہیں، اس لئے فرد کی تعلیم و تربیت کی بہتری کے لئے ان عوامل کی بھی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جنھیں یہ ادا کر کے ایک بہترین معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

گھر: تعلیم و تربیت کا اولین اور اہم ترین ادارہ گھر ہے۔ پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ گھر کے

افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دوررس اور انتہائی اہم ہوتا ہے۔ یہیں وہ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بات چیت کرنا، غرض سب کچھ سیکھتا ہے۔ یہیں اسے وہ حقیقی محبت وشفقت، ہمدردی وتعاون اور آسائش و ناز برداری نصیب ہوتی ہے جو اس کی تربیت و پرورش کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ماں، باپ، بہن بھائی، دادا دادی اور دوسرے اعزہ و اقارب مختلف حیثیتوں سے اس کے معلم کا کام انجام دیتے ہیں۔ ان کے عادات واطوار، حرکات وسکنات کی تقلید کر کے بچہ اپنے آپ کو مختلف اوصاف سے متصف کرتا ہے، بچوں کے سادہ ذہن ودماغ پر گھریلو زندگی کے جو گہرے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں وہ زندگی بھر نہیں مٹتے۔ (۱۴۴)

مدرسہ: بچوں کی تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہونے والا دوسرا سب سے مؤثر عامل مدرسہ ہے۔ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہوتی ہے۔ بچے جو کچھ مدرسے کے باہر سیکھتے ہیں اس میں نہ تو کوئی نظم ہوتا اور نہ ترتیب، مدرسہ ایک منظم ادارہ ہوتا ہے جو باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ بچوں کو تعلیم دیتا اور ان کی سیرت وشخصیت کو سنوارتا ہے۔ گھر کی طرح اپنے مدرسے سے بھی بچوں کو جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استاذ کو دنیا کا سب سے بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔ اس کی معلومات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں، اس کی سیرت وکردار کو اپنے لئے قابل تقلید اسوہ سمجھتے ہیں۔ مدرسے کی فضا انہیں بے حد متاثر کرتی ہے۔ یہاں بچے کی سیرت وشخصیت پر جو نقوش ثبت ہوتے ہیں وہ زندگی بھر قائم رہتے ہیں، انہی وجوہ سے اس عامل کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ (۱۴۵)

مسجد: یہ بات طے شدہ ہے کہ دین اسلام میں مسجد کا پیغام پہلے درجہ میں روحانی تربیت میں مرکوز ہے، اسی طرح جماعت کی نماز اور قرآن کریم کی تلاوت ایسے ربانی فیوض اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں جو نہ ختم ہونے والی ہیں، نہ منقطع ہوسکتی ہیں۔ (۱۴۶) آپ ﷺ

نے مساجد کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ومحبوب ترین جگہ قرار دیا۔(۱۴۷) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''اور نہیں جمع ہوتی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کہ تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اور اسے آپس میں پڑھیں مگر یہ کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں یاد کرتا ہے ان فرشتوں کے سامنے جو اس کے پاس ہیں۔(۱۴۸) فرد کی علمی وروحانی وجسمانی شخصیت سازی کے لئے مؤثر عوامل میں سے یہ بھی ہے کہ گھر مسجد اور مدرسہ میں قوی رابطہ وتعاون پیدا کیا جائے۔(۱۴۹)

ماحول: بچوں کی تعلیم وتربیت پر ان کے ماحول کا بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ بچہ جس جغرافیائی ماحول میں رہتا ہے، جس طرح کے مناظر سے دوچار ہوتا ہے، جس طبقے سے تعلق رکھتا ہے، جن بچوں کے ساتھ کھیلتا کودتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے، ان سب کا مجموعی اثر قبول کرتا ہے، پاس پڑوس کے لوگوں کے رہن سہن، عقائد واعمال، رسم ورواج وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ ماحول اگر اچھا ہو تو مدرسے اور گھر دونوں کی کوششیں بارآور ہوتی ہی، ورنہ دونوں کو بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ بسااوقات بھلے گھروں کے بچے اور معیاری مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بھی باوجود ہر طرح کی کوششوں کے برے ماحول کا شکار ہوجاتے ہیں، اور ان کی اٹھان مطلوبہ نہج پر نہیں ہو پاتی۔ اس لئے ماحول کو بھی تعلیم وتربیت کے لئے سازگار بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔(۱۵۰)

معاشرہ: انسان عموماً اپنے ماحول اور معاشرے ہی کی پیداوار ہوتا ہے، بہت کم افراد ایسے انقلابی ذہن کے ہوتے یا براہیمی نظر رکھتے ہیں جو اپنے گردوپیش سے بلند ہوکر کچھ سوچ اور فکر کرسکیں۔ معاشرے میں جن چیزوں کا چلن ہوتا ہے افراد بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر انہی کو اپنا لیتے ہیں۔(۱۵۱)

حکومت: مملکت کا دائرہ اختیار دن بدن وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اجتماعی امور سے آگے بڑھ کر اب وہ انفرادی زندگیوں میں بھی دخل دینے لگی ہے، اس کے وسائل و

ذرائع بہت وسیع ہیں۔شہریوں کی زندگی کا کوئی شعبہ اس کے اثرات سے خالی نہیں۔چنانچہ تعلیم و تربیت کا بھی یہ سب سے بڑا اور سب سے مؤثر عامل ہے۔ایسی صورت میں اس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، اس کا فرض ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم و تربیت سے ہر شہری کو آراستہ کرلے۔ بالغان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، بلالحاظ مذہب و ملت، رنگ و نسل ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دینا۔علم و فن، طب و جراحت، صنعت و حرفت، انجینئرنگ و زراعت وغیرہ کی ترقی کے لئے چھوٹے بڑے ہر طرح کے متعدد ادارے قائم کرنا۔(۱۵۲)

تعلیم و تربیت کے ذرائع:

۱۔تقلید : ہر فرد کا مشاہدہ اس کے ذہن میں نقش ہوتا چلا جاتا ہے۔غیر محسوس طریقے سے ہر دیکھی، سنی بات اس کے کردار کا جزو بنتی چلی جاتی ہے، اس لئے ہر فرد خصوصاً بچے کے سامنے گفتگو اور ہر معاملہ میں بڑا احتاط رویہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ان کے بارے میں یہ گمان درست نہیں کہ وہ نا سمجھ اور انجان ہیں۔ ہر بات جو حیا کے منافی، جھوٹ اور لغو ہو بچے کے سامنے بھی غلط ہے، بچہ ہر لحاظ سے آپ کا مقلد ہے۔(۱۵۳)

۲۔رھنمائی : نئی نئی باتیں اور کام سیکھنے میں مناسب رہنمائی، حوصلہ افزائی اور تربیت بڑی اہمیت کی حامل ہے، رہنمائی کے بغیر محض نقالی سے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے اس میں غلطی کا زیادہ امکان ہے،اس لئے اسے مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔(۱۵۴)

۳۔تجربات : ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف تجربات سے گزرتا ہے، ہر تجربہ اسے کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے۔اس معاملہ میں ہر فرد اپنے طور پر ایک ''مجتہد'' ہے کہ اپنے علم و فہم کے مطابق نتائج اخذ کرتا ہے۔یہ اخذ کردہ نتائج اس کی شخصیت سازی اور تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔(۱۵۵)

تربیت کے بغیر تعلیم کے مہلک ثمرات:

فکری یلغار نے امت مسلمہ کے تصور تعلیم و تربیت پر کاری ضرب لگائی ہے اور تعلیم و تربیت کا مقصد عین خالص مادہ پرستانہ بن کر رہ گیا ہے، کیریئر، روزگار، تمول، دولت مندی، مادی خوش حالی، معاشی ترقی کے انہی اہداف پر جنہیں غیر اسلام نے متعین و مقرر کیا ہے اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ نسلوں کی کھیپ مادہ پرستوں کی بھیڑ میں گم ہوتی جا رہی ہے اور دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتگی کا گویا یہ ایک لازمہ سا بن گیا ہے کہ مدارس، اسلامی درسگاہوں اور دینی تعلیمی جامعات کی تحقیر کی جائے یا ان کے نصاب تعلیم کو جدید کاری کے نام پر سیکولرائز کرنے کا غلغلہ بلند کیا جائے۔(۱۵۶)

تعلیم کسی قوم کے سماجی نظریات اور ثقافت سے گہرے طور پر مربوط ہوتی ہے۔ بنابریں کسی قوم کا نظام تعلیم اپنے مزاج، مواد اور موضوعات کے اعتبار سے نہ تو نظریاتی رنگ سے خالی ہو سکتا ہے اور نہ اس میں اتنی معروضیت Objectivity ممکن ہے کہ اسے اقدار کی گرفت سے آزاد قرار دیا جا سکے۔ لیکن عہد جدید میں لبرلز Liberalism اور انفرادیت پسندی Individualism کے علم برداروں نے تعلیمی دنیا میں اس غلط فہمی کو بڑے زور و شور سے رائج کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم تہذیبی اقدار اور معیارات خیر و شر کے سلسلے میں بالکل اسی طرح غیر جانب دار ہو سکتی ہے جس طرح طبیعی علوم، اس غلط تصور کی بنا پر تعلیم کو مذہب اور اخلاقی اقدار سے الگ کر دیا گیا اور یہ کہا جانے لگا کہ طالب علم کو اپنی صلاحیت کے مطابق نشو و نما پانے کے لئے پوری آزادی ملنی چاہئے اور اس کی فکر یا کردار کو کسی مخصوص سانچے میں ڈھالنے کے لئے کوئی بیرونی دباؤ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ طریق تعلیم ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں نہایت مقبول ہوا اور اس نے دوسرے یورپی ممالک میں بھی خاصی شہرت حاصل کی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بے عقیدہ تعلیم کے نتائج کسی طرح بھی حوصلہ افزا نہیں۔(۱۵۷)

بے عقیدہ تعلیم اجتماعی تصورات پیدا کرنے میں ناکام رہی ہے، اخلاقی اقدار اجاگر کرنے میں ناکام رہی ہے، علم کی وحدت، زندگی کی یک رنگی اور مرکزیت کے احساس۔ سے محروم ہونے کا باعث ہوتی ہے، اور ایسے افراد پیدا کرتی ہے جو زندگی کے بنیادی، حقیقی، واقعی ور زندہ مسائل پر کوئی عبور نہیں رکھتے۔(۱۵۸) اور یوں بے عقیدہ تعلیم و تربیت بالآخر تباہی کا باعث بنتی ہے۔

مسلم اُمہ بالعموم اور اہل پاکستان بالخصوص آج تعلیم و تربیت، تہذیب و ثقافت سے نا آشنا اور مغرب کی تہذیب کے غلام بن گئے ہیں، شہید حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملاحظہ ہو: ''تعلیم و تربیت کے شعبے میں سب سے زیادہ سنگین اور نمایاں ناکامی نصاب تعلیم میں انقلاب نہ لانے کی تھی، تعلیم کے میدان میں اس سے زیادہ ہولناک اور دردناک ناکامی دوسری نہیں ہوسکتی، ہم ۴۹ سال سے ایک ایسے نصاب تعلیم سے نونہالوں اور نوجوانوں کو آراستہ کر رہے ہیں جو ان کو اپنے نظریات حیات ملی سے باغی بناتا ہے، یہی وہ شرمناک اور ہولناک غلطی ہے کہ اس نے پوری ملت پاکستان کو انسان سے حیوان اور شیطان بنادیا ہے۔ معذرت خواہ ہوں کہ میری زبان سے یہ نہایت سخت الفاظ نکل رہے ہیں، مگر میں اپنے دلی رنج کا اظہار اس کے بغیر نہیں کرسکتا۔ قوم امریکہ کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال کر بھی مست و مگن ہے کیونکہ غلط نصاب تعلیم نے پوری ملت کو بے غیرت بنادیا ہے، بے شرم بنادیا ہے، ہم اب بھی اس پر مصر ہیں کہ وہی غیر ملکی نصاب اپنے نونہالوں اور نوجوانوں کو پڑھائیں گے جو ان کو اپنی تاریخ سے دور کردے اور اپنی تہذیب و ثقافت سے نا آشنا کردے اور ان کو ایسے احساس کمتری میں مبتلا کردے کہ وہ مشرق کی تمام قدروں اور روایات کو ٹھوکر مار کر مغرب کی تہذیب کے غلام بن جائیں۔ (۱۵۹)

اس سوال کے جواب میں کہ کیا اس پچاس برس کے عرصے میں آپ کی نظر میں کوئی ایسا علم کا علمبردار ہے جس نے فروغ علم کے لئے کوئی کام کیا ہو؟ آپ کے اس سوال نے میرے صبر کا پیمانہ چھلکا دیا ہے جو کچھ میں اوپر کہہ چکا ہوں اس میں آپ کے سوال کا شافی جواب موجود ہے، لیکن اگر آپ لگی لپٹی کے بغیر صاف صاف سننا چاہتے ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ تعلیم کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کا سب سے بڑا ادارہ فکر مغرب ہے، فکر یہود، فکر نصاریٰ اور فکر ہنود ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس نے ہر انداز سے پاکستان کو بامقصد اور نفع دینے والے علم سے محروم کر رکھا ہے اور اپنے نظریات کو نصاب تعلیم میں اولیت دی ہے اور ان کا سب سے بڑا مددگار پاکستان کا ادارہ بیوروکریسی ہے، اس کی محرومی یہ ہے کہ اس کے صاحبان اقتدار نااہل اور تعلیم و تربیت کے اصولوں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ایک وزیراعلیٰ نے جامعات کے اجازت ناموں

پر اس لئے دستخط نہیں کیئے تھے کہ اس سے فلاں طبقہ فروغ پاتا ہے۔(۱۶۰)

مذہب اور اخلاق سے رشتہ منقطع کر لینے کے بعد مغربی مفکرین کے یہاں تعلیم معلومات اندوزی کا ہم معنی قرار پا گئی، تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ معلومات کی ذخیرہ اندوزی کر لی جائے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئے۔نظریۂ معلومات اندوزی قبول کر لینے کے بعد مغربی نظامِ تعلیم میں لائبریری، لیبارٹری، امتحانات، سندات، دفتریت اور عمارات کو اصل اہمیت حاصل ہوگئی۔ان کے اہتمام اور انصرام اور آسائش وزیبائش پر بے تحاشا دولت صرف کی جاتی ہے۔ حسن تعمیر اور حسن تزئین کا باہم مقابلہ ہوتا ہے۔ بے چارے استاذ اور شاگرد جن کے نام پر یہ سارا ہنگامہ برپا ہے، وہ اس غوغا میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔احکام اور ضابطے کی جکڑ بندی کا یہ عالم ہے کہ استاذ اور شاگرد انتظامیہ کے تحت دو بے اثر پرزوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔وہ درس گاہیں آج مفقود ہیں جہاں شفیق استاذ اور اطاعت شعار طالب علم درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے، جہاں باہمی تعاون سے کردار سازی اور انسان آفرینی کا عمل جاری رہتا تھا۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ درس گاہ نہیں ہے، کوئی کارخانہ ہے جہاں بے جان پرزے ڈھالے جارہے ہیں۔(۱۶۱)

تربیت اور جدید ذرائع ابلاغ

تعلیم وتربیت میں میڈیا کا کردار انتہائی اہم ہے یہ دورِ جدید کا مؤثر ترین ہتھیار ہے، میڈیا کا اصل کردار یہ ہے کہ اپنی بات احسن اور مؤثر انداز میں پہنچائی جائے تاکہ ان پر آپ کا نقطۂ نظر خوب واضح ہو جائے اور اس کے قائل ہو جائیں۔تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، اصلاح عقائد اور اپنے دفاع کے لئے قرآن وسنت ہماری میڈیا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔سورۂ نوح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''اور حضرت نوحؑ نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات و دن بلاتا رہا مگر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے۔میں نے جب بھی انہیں بلایا کہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، اپنے اوپر کپڑے لپیٹ لئے ضد کی اور بڑا غرور کیا، پھر میں نے انہیں برملا پکارا، انہیں کھلی تبلیغ کی اور انہیں چپکے سے بھی

سمجھایا، میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے''(۱۶۲)

اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:''(اے موسیٰ تم اور تمہارا بھائی) دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہوگیا ہے، اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا اپنے برے انجام سے ڈر جائے۔(۱۶۳)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ہدایت دی:''اے نبی ﷺ آپ اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت سے بلائیں، عمدہ طریقے سے انہیں نصیحت کریں اور اچھے طریقے سے ان سے بحث کریں۔(۱۶۴)

آج بلاشبہ مغربی میڈیا بہت بڑی قوت وطاقت ہے اور آج اس نے میڈیا کی طاقت سے دنیا کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ممتاز محقق ندرالحفیظ ندوی رقمطراز ہیں:''میڈیا میں متعین افکار و خیالات کو اس طرح پھیلایا جاتا ہے کہ دوسروں کی آراء یا سلوک یا دونوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے دشمنوں کے خلاف نفرت وعداوت کے شعلہ کو تیز کرنا۔ دوست ملکوں کی دوستی کو باقی رکھنا، غیر جانبدار ملکوں کی توجہ و ہمدردی حاصل کرنا دشمن کی معنوی روح کو ختم کرنا''۔(۱۶۵)

میڈیا کی طاقت پر مشرقی قوموں کو اباحیت کے راستے پر ڈالا جا رہا ہے تا کہ وہ بھی مغربی معاشرہ کی طرح زبردست سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی بھونچال سے دوچار ہو جائیں اور ایسے کھوکھلے سماج کی طرح ہو جائیں، جہاں انسانی قدروں کی نہ قیمت ہوتی ہے اور نہ باہمی الفت و محبت کی گرمی اور نہ اخلاص و دلسوزی اور ہمدردی و تعاون کا جذبہ ہوتا ہے، مادہ پرستی اور بے لگام آزادی پر مبنی فلسفوں اور اخلاقی و انسانی وجود کے عدم تحفظ نے جو زبردست اخلاقی بحران مغربی معاشرہ میں پیدا کر دیا ہے، وہی بحران اس وقت مشرق میں پیدا ہو رہا ہے۔(۱۶۶)

آج ہم جب من حیث المجموع دنیا کا جائزہ لیتے ہیں تو مسلم اُمہ کو تعلیم وتربیت کے میدان میں بہت پیچھے پاتے ہیں جبکہ ہم ہی علوم عقلی و نقلی سے دنیا کو روشن کرنے والے تھے، ہمارے علم کا اہم ترین حصہ وحی الٰہی پر مشتمل ہے۔ ہادی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

كلمةُ الحكمةِ ضالةُ المومن فحيثُ وجَدَها فهوَ احَقُّ

بھا-(۱۶۷)

''علم و حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں سے بھی ملے وہ دوسروں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی برخاست ہوجانے کے بعد حکومت مسلّطہ نے تعلیم کا جو نظام قائم کیا اس نظام تعلیم سے استفادہ کرنے والوں میں بتدریج اسلام اور اسلامی زندگی سے بعد پیدا ہوتا چلا جارہا ہے، جن خاندانوں میں جدید تعلیم تیسری اور چوتھی پشت میں اس وقت پہنچ چکی ہے ان میں صرف اسلام کا نام رہ گیا ہے۔(۱۶۸)

آج اُمت مسلمہ جس عظیم قوت سے محروم ہے وہ میڈیا کی طاقت ہے جبکہ مغرب نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی تہذیب وثقافت، تعلیم وتربیت اور شرافت کا جنازہ نکال دیا اوران کو اپنے انداز میں سوچنے پر مجبور کردیا، آج اکثر مسلمان اپنی اصلی تعلیم وتربیت سے محروم ہوکر وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو مغرب چاہتا ہے اور یہ سب میڈیا کا کرشمہ ہے۔

It has only been fifty years, but with the power of the world media, the Zionist leadership now feels free to do whatever it wants to destroy the Palestinian people. Milions of people, women and children, are in poverty in refugee camps. the blood of innocent people is being shed, because the cause of this violence continues to exist, namely Zionism. just lately, on the 3rd of October 2001, one of the greatest Zionist leaders has boasted that the controls America, even though we are forbidden to interfere in politics.(169)

تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی

آج اُمت مسلمہ تعلیم وتربیت کے میدان میں جو پیچھے ہے اور غیروں کی سازش کا شکار ہو رہی ہے، اس کی اصل وجہ تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی میں انتہائی کمی ہے، سری لنکا جیسا چھوٹا سا ملک جس کے پاس وسائل بھی نہیں اس کی خواندگی کی شرح ٪۱۰۰ فیصد کی بلند شرح کو چھو رہی ہے، جبکہ ہمارے ہاں سرکاری دعویٰ ۴۵ فیصد ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔
چند مشہور غیر مسلم ممالک اور مسلم ممالک کی جامعات اور شرح خواندگی کا تجزیہ ملاحظہ ہو: (۱۷۰)

Non Muslim Countries				Muslim Countries			
S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate	S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate
01	USA	4182	99.0	01	Pakistan	128	54.2
02	U.K	109	99.0	02	Lybia	84	86.8
03	France	1062	99.0	03	Saudia Arabia	23	85.0
04	Japan	1223	99.0	04	Iran	49	82.3
05	China	1054	93.3	05	Afhanistan	42	28.0
06	Canada	90	99.0	06	Egypt	23	66.4
07	Germany	70	99.0	07	Syria	08	53.0
08	India	427	66.0	08	Bangladesh	84	53.5

یہودی دماغ اور عیسائی وسائل کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں عالمی سطح پر انسانی معاشرہ کو جو غیر معمولی اور بھیانک نقصان ہو رہے ہیں اور جس طرح شیطان نے میڈیا کو اپنے ترجمان بنالیا ہے اس کے سنگین اور دوررس اثرات کا تصور کرتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک مسلمان کے آنکھوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔(۱۷۱) تعلیمات نبوی ﷺ کی پیروی سب سے بڑا سہارا اور اہل ایمان کا ہتھیار ہیں۔

ایک بڑا عامل جو اسلامی تعلیم وتربیت کو غالب آنے سے روکتا ہے وہ یہ کہ انسان

بآسانی حقائق سے منہ موڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، ایک بیمار آدمی کو (اور مغربی بیمار ہے) نہ صرف یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ بیمار ہے بلکہ اسے تجویز کردہ گولی میز پر رکھ پر دینے کے بجائے اسے نگلنا بھی چاہئے، بصیرت کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن یہ عمل کی متبادل نہیں بن سکتی۔ جرمنی کے ایک صدر کے بقول ہمارا مسئلہ علم کا نہیں، اطلاق کا ہے۔(۱۷۲)

آج پوری دنیا تمام تر وسائل، جدت اور ترقی کے باوجود بے چینی، کشمکش کا شکار ہے، قتل وغارت گری عام ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سازشوں نے ہر ایک کو انفرادی و اجتماعی سطح پر عجیب گوناگوں اور بے یقینی کی کیفیت سے دوچار کیا ہوا ہے۔

خلاصہ بحث:

انسانیت کے تمام مسائل کا حل: تعلیمات وتربیت نبوی ﷺ کی پیروی میں:

Muhammad, may God bless him and grant him peace, warned his compannions to avoid extremes which he explained was the cause of the destruction of earlier communities. Terrorists it appears, fell that this injunction does not apply to them. Terrorism is an act against God. Anyone who tries to justify such atrocities ultimately fails, since both the Sacred Law and theology abhor such acts as moral sins that run contrary to the essence of Islam. The Quran instructs Muslims in times of adversity to act with jusitce,

perseverance and patience. Terrorists apparently never think of relating their acts to the elementary principle that Islam places great value on the sancitity of human life. If someone kills another person-unless it is in retaliation for someone else or for causing corruption in the earth it is as if he had murdered all mankind, is a verse of the Quran, which is disregarded by the fanaticism of hate.(173)

آج امت مسلمہ کے جو حالات ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں اوراس کی سب سے بڑی وجہ تعلیمی میدان میں پسماندگی ہے،اوراس پر مستزاد یہ کہ ہم نے جو علم حاصل کیا ہمارا عمل اس کے خلاف ہے،اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم وتربیت ساتھ ساتھ فرمائی،اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہوتو صرف ذخیرہ معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی ہوتو مؤمن اور صالح انسان بنتا ہے جو دنیا میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، وقت کو مفید کاموں میں استعمال کرتا ہے اور ماڈی دنیا اور روحانی عالم میں ہم آہنگی برقرار رکھتا ہے۔(۱۷۴)تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کے نتیجے میں انسان صالح ظاہر ہوگا جوایک عابد انسان ہوگا اس کا ہر عمل اور ہر اقدام ہر سوچ اور ہر فکر اللہ کی ہدایت کے تابع ہوگی۔(۱۷۵)

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کی صورت میں معاشرہ ایسے افراد تیار کرے گا جن میں تقویٰ،خشوع اور حیا ہوگی،جس کی حرکات سے نرمی،سکون اور حیا ظاہر ہوگی وہ صرف اللہ سے ڈرے گا جبکہ غیر اللہ کے سامنے وہ قوی،مضبوط اور پرعزم ہے اوراپنے دین کے معاملے میں بڑا سخت اور شدید ہے۔

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی ایسے مومن کو جنم دیتی ہے جو روئے زمین کی ایک مؤثر اور فعال قوت ہوتا ہے اور اس میں حیرت انگیز قوت اور فاعلیت موجود ہوتی ہے اور اس میں اسقدر متحرک ایمانی قوت موجود ہوتی ہے جو دنیائے محسوس میں بروئے کار آتی ہے، اس کے تقاضائے ایمان کے تحت اللہ کا دستور اور اللہ کا منہاج اس کی احقیت، اس کی افضلیت اور اس کی اہمیت دنیائے شعور وعمل میں بروئے کار لاتی رہتی ہے۔(۱۷۶)

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی انفرادی تشخص کے باوجود ایک اجتماعی وجود بھی رکھتی ہے اور اس کی انفرادیت اور مستقل مزاجی اس کے اور کائنات کے درمیان ربط رکھتی ہے اور یہ وہ ارتباط ہوتا ہے جو اس کا اپنے خالق سے ہوتا ہے اور خالق کے تعلق سے تمام مخلوقات سے ہوتا ہے۔

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی انسان کو نظیف، پاکیزہ اور پاکباز بناتی ہے۔ جس کا لباس صاف ہوتا ہے اعمال صاف ہوتے ہیں اور لوگوں سے معاملات میں صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے اور اس کے ہر کام میں میانہ روی، اعتدال نمایاں ہوتا ہے، اور اعتدال کے ساتھ جمالیت پسند ہوتا ہے۔(۱۷۷)

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں انسان کو مسلسل رفعت کی جانب لے جاتی ہے اور فرد کی کوشش، صلاحیت اور قوت کے مطابق کمال تک پہنچے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اگر عوامی وحکومتی سطح پر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کے نتائج زیادہ مؤثر انداز میں برآمد ہوں گے۔

۱۔ گھر کا ماحول خوشگوار بنائیں جو پاکیزہ بھی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظہر بھی۔

۲۔ خوشگوار ماحول میں گھر کے بڑوں کی آراء میں ذہنی طور پر ہم آہنگی ہو، اس طرح فرد کی قوت فیصلہ بہتر طور پر نشو ونما پاتی ہے۔

۳۔ ہر فرد کے نفسیاتی تقاضوں کی آسودگی کا موقع فراہم کیا جائے تا کہ وہ دوسروں کے لئے مفید اور کارآمد بنے۔

۴۔ مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد رکھی جائے کیونکہ مضبوط خاندان مضبوط قوم کی بنیاد ہوتا ہے اور ایک مضبوط خاندان میں فرد کو احساسِ تحفظ زیادہ ہوتا اور اس کی نگرانی مؤثر انداز میں ہوتی ہے۔

۵۔ ہر شخص اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کرے اور اپنے حلقہ اثر کے افراد کی رہنمائی کرے۔

۶۔ معاشرہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس کرے، خصوصاً علماء، اساتذہ، بزرگ افراد، کیونکہ ان سے غیر رسمی طور پر تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے، اگر یہ بہترین رہنما ہوں گے تو معاشرہ میں تعلیم و تربیت سے ہم آہنگ افراد تیار ہوں گے۔

۷۔ تاریخ اسلام کی اہم شخصیات سے معاشرہ کو متعارف کرایا جائے، مثلاً حضرت علیؓ نے محض دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں سندھ فتح کیا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] سال کی عمر میں حدیث کی کئی کتب حفظ تھیں، مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے معرکۃ الآراء کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' لکھی تو ان کی عمر ۲۳ سال تھی۔ (۱۷۸)

۸۔ ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے جو افراد کو کاہلی، بے کاری، آرام پسندی اور عیش کوشی سے بچا کر اس کی متضاد سمت یعنی تعلیمی سرگرمیوں، مطالعہ، تیراکی مفید کھیل کا ذریعہ بنیں۔

۱۔ حکومتی سطح پر غیر رسمی تعلیمی و تربیت کے اداروں کو مؤثر بنا کر ان پر نظر رکھنا مثلاً مساجد، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ

۲۔ ان اداروں سے ایسی آواز بلند ہو جو افراد میں بہترین تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنیں۔

۳۔ دارالمطالعہ کا قیام اور جو پہلے سے قائم ہیں ان کو فعال بنانا، مفید اور حقیقی تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ دینا۔

۴۔ قومی بجٹ کا وافر حصہ تعلیم کے لئے وقف کرنا جو ترقی یافتہ ممالک کے شرح کے

مطابق ہو۔(ابھی بھی ہمارے قومی بجٹ کا بہت کم حصہ تعلیم کے لیئے ہے)

۵۔ اساتذہ کی کردار سازی کرنا اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے متعارف کرانا اور انہیں اس قابل بنانا کے مستقبل کہ ایسے معمار تیار کریں جو ملک وملت اور مذہب کے جاں نثار ہوں۔

۶۔ پورے ملک میں جامعات، تعلیمی اداروں اور غیر رسمی تعلیمی اداروں کا جال بچھانا۔

۷۔ ہر شہری تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو چاہے وہ کسی عمر کا ہو، کسی بھی مذہب اور رنگ و نسل کا ہو۔

۸۔ تعلیم و تربیت کو آسان، دلچسپ مؤثر اور ہمہ گیر بنانے کے طور طریقوں پر تجربات اور تحقیقی کام کیا جائے اور معیاری مفید کتب کی تیاری اور تقسیم کا مناسب انتظام ہو۔(۱۷۹)

حرف آخر:

آج اُمت مسلمہ مسائل میں گھری ہوئی ہے تعلیم و ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے ہے، لیکن یہ علم ہماری ہی گمشدہ میراث ہے، ہمیں ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے، طویل المیعاد منصوبہ بندی کر کے جدوجہد کریں، یقین محکم، عمل پیہم، جہد مسلسل ہمارا مؤثر ہتھیار ہوں، اعلیٰ انسانی اخلاقی وثقافتی اقدار سے ہم متصف ہوں تو یقیناً ہم دوبارہ دنیا کی رہنمائی کرسکیں گے۔

اور انشاءاللہ وہ دن بھی آئے گا جب شاعر مشرق کی یہ پیش گوئی پوری ہوگی:

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے   یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے(۱۸۰)

حواشہ وحوالہ جات

۱۔ محمد صحبت خان، ڈاکٹر، شعلہ آواز، کراچی، قمرالعلوم سلیمانیہ، ۱۹۹۸ء، ص ۳۳

۲۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبہ

تصنیف و تالیف ترجمہ، جامعہ کراچی، اشاعت چھاردھم، ۲۰۰٦ء، ص۴۲۲

۳۔ Shipley, Joseph, T. Dictionory of word orgininis, ames, lows, P.114

۴۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، اسلامك پبلیکیشنز، لاھور، ۲۰۰۸ء، ص۴۰

۵۔ ثناء اللہ محمود، مفتی، رسول اکرم ﷺ کا انداز تربیت، کراچی، داالاشاعت، ۲۰۰۵ء، ص۴۸٦

٦۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، لاھور، اسلامك پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء، ص۵۱

۷۔ ابوسلمان شاھجھان پوری، ڈاکٹر، مقدمہ مجلہ علم و آگھی، خصوصی شمارہ بعنوان برصغیر کے علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے، کراچی، گورنمنٹ نیشنل کالج، بابت سن ۱۹۷۳.۷۴ء، ص۲۱

۸۔ روزنامہ شھاب، لاھور، ۸ اپریل ۱۹٦۲ء، بحوالہ ابوطارق، مولانا مودودی کے انٹرویو، لاھور، اسلامك پبلی کیشنز، س۔ن، ص۱۲٦

۹۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامی نظام تعلیم اور پاکستان میں اس کے نفاذ کی عملی تدابیر، لاھور، اسلامك پبلیکیشنز، ۲۰۰٦ء، ص۱۱۰

۱۰۔ سعید اختر، پروفیسر، ھمارا نظام تعلیم، لاھور، البدر پبلیکیشنز، ۱۹۷٦ء، جزء اوّل، ص۹

۱۱۔ یوسف القرضاوی، علامہ داکٹر، تعلیم کی اھمیت، مترجم ابوسعید اظھر ندوی، نئی دھلی، مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، ۱۹۹۸ء، ص۲۲

۱۲۔ محمد سلیم، پروفیسر، قرآن کا تصور تعلیم، لاھور، احباب پبلی کشنز، ۱۹۷۹ء، ص۴۹

۱۳۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۲

۱٤۔ یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، الرسول والعلم، ترجمہ ارشاد الرحمن، لاہور، دارالتذکیر، ۲۰۰۹ء، ص ۸۲

۱۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن، دارالسلام، ریاض، موسوعة الحدیث الشریف، کتاب السنة، باب فضل العلماء والحث......، رقم الحدیث ۲۲۹، ص ۲٤۹۱

۱٦۔ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ، اسس التربیة الاسلامیة فی السنة النبویہ، لیبیا، الدارالعربیة اللکتاب، س-ن، ص ۲۵

۱۷۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰٦ء، ص ٤۲۸

۔ اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، لاہور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۷٦

۱۹۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الجهاد والسیر، باب السیر وترک التنفیر، رقم الحدیث ٤۵۰۰، ص ۸۲۳

۲۰۔ بحوالہ تعلیم و تعلم اور دعوت کے اسلامی اصول و آداب، نصیب الرحمن علوی، کراچی، زم زم پبلشرز، ۱٤۱۹ھ، ص ۵۰

۲۱۔ ایضاً، ص ۵۱

۲۲۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیات ۱۳۳—۱۳۱

۲۳۔ محمد ہود، بچوں کی تربیت، لاہور، دارالاندس، س-ن، ص ۱۱٤

۲٤۔ مفہوم آیات، سورۃ لقمٰن، آیات ۱۳-۱۷

۲۵۔ سید امیر علی، Spirit of islam، ترجمہ: محمد ہادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۱

٢٦۔ عبدالفتاح ابوغدہؒ، حضور ﷺ استاذ و مربی، ترجمہ شمس الحق ندوی، کراچی مجلس نشریاتِ اسلام، ٢٠٠٣ء، ص٢٧
٢٧۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبۂ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ٢٠٠٦ء، ص٤٣٤
٢٨۔ حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، کراچی، تاج کمپنی، س۔ن، ص١٧
٢٩۔ ایضاً، ص٤٣٥
٣٠۔ سید امیر علی، Spirit of Islam، ترجمہ محمد ہادی حسین، لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ١٩٩٩ء، ص٥٣١
٣١۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسانِ کامل، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ٢٠٠٥ء، ص٢١٤
٣٢۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ٢٠٠٧ء، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا...... ص٦٦٩، رقم الحدیث ٣٦٢٨
٣٣۔ عبدالرؤف مناوی، علامہ، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق، لاہور، مطبع گیلانی، ١٩٣٠ء، ص١٤١
٣٤۔ اُمّ کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، اسلام اباد، دعوہ اکیڈمی، ٢٠٠٦ء، ص١١
٣٥۔ شیخ عبداللہ ناصح علوان، تربیۃ الأولادِفی الاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، کراچی، مکتبۃ الحبیب، ١٩٩٥ء، ص٤٦
٣٦۔ بحوالہ: ڈاکٹر اُم کلثوم، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص١١
٣٧۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینۂ علم و ادب، ٢٠٠٦ء، ص٥٩٠
٣٨۔ اُم کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص١٢

۳۹۔ محمد طاہر القادری، علامہ، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاهور، منهاج القرآن، پبلی کیشنز، ۲۰۰٦ء، ص۱۳۲

۴۰۔ الغزالی، حجة الاسلام امام ابوحامد محمد، کیمیائے سعادت، ترجمه پروفیسر ملك محمد عنایت الله، لاهور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۰٤ء، ص٢٤٦

۴۱۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، ادارة المعارف، ۱۹۸۳ء، جلد سوم، ص٤٨٤

۴۲۔ القرآن، سورة اٰل عمران، آیت ۷

۴۳۔ القرآن، سوره فاطر، آیت۲۸

۴۴۔ القرآن، سوره الزمر، آیت۹

۴۵۔ القرآن، سوره یوسف، آیت ٧٦

۴٦۔ ابن ماجه، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجه، موسوعة الحدیث الشریف، ریاض دارالسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب السنة باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم، رقم الحدیث ٢٢٤، ص۲٤۹۱

۴۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، القاهره، ١٣٧٩ھ، ج٢، ص١٤

۴۸۔ القرآن، سورة العنکبوت، آیت ۲۰

۴۹۔ القرآن، سورة البقره، آیت ١٦٤

۵۰۔ القرآن، سوره لقمان، آیت۲۰

۵۱۔ القرآن، سوره بقره، آیت ۲۹

۵۲۔ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، محمد بن یزید الزوینی، محوله سابق، کتاب السنّة، باب فضل العلماء، رقم الحدیث٢٢٤، ص۲٤۹۱

۵۳۔ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، محوله سابقه، ابواب الدعوات، باب دعاء رسول الله ﷺ، رقم الحدیث ٣٨٣٣، ص۲۷۰۵

۵٤۔ القرآن، سوره جاثیه، آیت۱۳

۵۵۔ القرآن، سورہ عنکبوت، آیت ۲۰

۵۶۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفه، ۲۰۰۷ء، کتاب الایمان، باب بین الایمان والاسلام و الاحسان، رقم الحدیث ۹۳، ص ۶۵

۵۷۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، محوله سابقه، کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح والقتل......، رقم الحدیث ۵۰۲۸، ص ۹۲۴

۵۸۔ ایضاً

۵۹۔ نعیم صدیقی، اسلامی حکمت تعلیم و تربیت، علی گڑھ، ششماہی علوم القرآن، جنوری، جون ۲۰۰۶ء، ص ۷۵

۶۰۔ عزمی، اختر حسین، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، لاهور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۷۳

۶۱۔ ایضاً، ص ۷۳

۶۲۔ خرم مراد، اپنی تربیت آپ، لاهور، ماهنامه ترجمان القرآن، فروری ۲۰۰۵ء، ص ۹۱

۶۳۔ القرآن، سوره النجم، آیت ۳۹

۶۴۔ خرم مراد، اپنی تربیت آپ، محوله سابقه، ص ۹۲

۶۵۔ القرآن، سورة الاعلیٰ، آیت ۱۴

۶۶۔ القرآن، سوره النور، آیات ۵۹، ۵۸

۶۷۔ احمد خلیل جمعه، اولاد کی تربیت، لاهور، بیت العلوم، ۲۰۰۳ء، ص ۲۳۳

۶۸۔ احمد خلیل جمعه، اولاد کی تربیت، محوله سابقه، ص ۲۴۳

۶۹۔ القرآن، سورة المومنون، آیت ۱۱۵

۷۰۔ احمد خلیل جمعه، اولاد کی تربیت، محوله سابقه، ص ۲۴۴

۷۱۔ القرآن، سورة النساء، آیت ۸۶

۷۲۔ احمد خلیل جمعه، اولاد کی تربیت، محوله سابقه، ص۲۳۵
۷۳۔ اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرتِ انسانی اور دعوت و تربیت محوله سابقه، ص۷٤
۷٤۔ ایضاً، ص ۸۰
۷۵۔ القرآن، سورةالجمعه، آیت ۲
۷٦۔ القرآن، سورةآل عمران، آیت ۱٦٤
۷۷۔ القرآن، سورةالبقره، آیت ۱۵۱
۷۸۔ القرآن، سورةالبقره، آیات ۱۲۹۔۱۲۷
۷۹۔ القرآن، سورةالعنکبوت، آیت ٤۸
۸۰۔ القرآن، سورةالعلق، آیات ۱۔۵
۸۱۔ القرآن، سورةالزمر، آیت ۹
۸۲۔ القرآن، سورةال عمران، آیت ۱۸
۸۳۔ القرآن، سورةالمجادلة، آیت۱۱
۸٤۔ القرآن، سورةالنحل، آیت ٤۳
۸۵۔ القرآن، سورةالتوبه، آیت ۱۲۲
۸٦۔ القرآن، سورةال عمران، آیت ۱۸۷
۸۷۔ القرآن، سوره فاطر، آیت ۲۸
۸۸۔ القرآن، سورةالعنکبوت، آیت ٤۳
۸۹۔ القرآن، سورةالنکبوت، آیت ٤۹
۹۰۔ القرآن، سوره طٰه، آیت ۱۱٤
۹۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعة الحدیث الشریف، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، ابواب البروالصلة، باب ماجاء، فی ادب الولد، رقم الحدیث ۱۹۵۲ء، ص۱۸٤۸
۹۲۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، ریاض، دار لسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب العلم، باب من برد الله به خیراً، رقم الحدیث، ۷۱،

ص۸
۹۳۔ ابـن ماجه، محمد يزيد القزوينى، سنن، كتاب السنة، باب فضل العلماءِ رقم الحديث ٢٢٤، ص٢٤٩١
۹٤۔ ابـن مـاجـه، سـنـن، كتـاب السـنـه، محوله سابقه، باب فضل من تعلم القرآن، رقم الحديث ٢١٣، ص٢٤٩٠
۹٥۔ ابـن مـاجـه، سنن، محوله سابقه، كتاب السنة، باب فضل العلماء، رقم الحديث ٢٢٣، ص٢٤٩١
۹٦۔ ايضاً
۹۷۔ الترمذى، ابوعيسىٰ محمد بن عيسىٰ، الجامع الصحيح، محوله سابقه، ابواب العلم، رقم الحديث ٢٦٥٧، ص١٩١٩
۹۸۔ مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، بيروت، دارالمعرفه، ٢٠٠٧ء، كتاب العلم، رقم الحديث ٤٨٧٦، ص١٢١٥
۹۹۔ مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، محوله سابقه، كتاب الاماره، رقم الحديث ٤٨٧٦، ص٨٩٩
۱۰۰۔ الترمذى، ابوعيسىٰ محمد بن عيسىٰ، جامع الترمذى، محوله سابقه، ابواب العلم رقم الحديث ٢٦٦٩، ص١٩٢٠
۱۰۱۔ البخارى، محمد بن اسمٰعيل، الجامع الصحيح، موسوعة الحديث اشرف، كتاب المغازى، باب حجة الوداع، رقم الحديث ٤٤٠٣، ص٣٦٠
۱۰۲۔ ايضاً، رقم الحديث ٤٤٠٦، ص ٣٦١
۱۰۳۔ الترمذى، ابوعيسىٰ محمد بن عيسىٰ، جامع الترمذى، موسوعة الحديث الشريف، رياض، دارالسلام، ٢٠٠٠ء، ابواب العلم، باب فضيلة الفقه، رقم الحديث ٢٦٨٥، ص١٩٢٢
۱۰٤۔ ابن ماجه، السنن، كتاب السنة، باب فيما انكرت الجهيهة، رقم الحديث

۲۲۲۶، ص۱۹۱ ۲۴

۱۰۵۔ ترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فضل الفقه، رقم الحدیث ۲۶۸۲۴، ص۱۹۲۲

۱۰۶۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقه، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۶، ص۱۹۱۸

۱۰۷۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، محوله سابقه، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۶، ص۱۹۱۸

۱۰۸۔ علی متقی الهندی، کنز العمال، بیروت، احیاء التراث الاسلامی، رقم الحدیث ۲۸۶۸۴

۱۰۹۔ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، محوله سابقه، کتاب السنة، رقم الحدیث ۲۲۶، ص۲۴۹۱

۱۱۰۔ الترمذی، جامع الترمذی، محوله سابقه، رقم الحدیث ۲۶۸۵، ص۱۹۲۲

۱۱۱۔ علی متقی الهندی، کنز العمال، محوله سابقه، رقم الحدیث ۲۸۷۰۱

۱۱۲۔ ترمذی، جامعه الترمذی، محوله سابقه، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۸، ص۱۹۱۸

۱۱۳۔ هیثمی، نورالدین ابوالحسن علی، مجمع الزوائد، ج۲، ص۴۷۳، رقم الحدیث ۹۸۴

۱۱۴۔ ایضاً، ج۱، ص۳۳۰، رقم الحدیث ۵۰۲

۱۱۵۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبدالله، مشکوة المصابیح، دمشق، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱ء، کتاب الاداب، باب السلام، ۲/۵۴۲

۱۱۶۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام، موسوعة الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء، ابواب الاستیذان، والآداب، باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان، رقم الحدیث ۲۶۹۶،

ص١٩٢٣ء

١١٧۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفه، ٢٠٠٧ء، کتاب الفضائل، باب رحمة النبی ﷺ الصبیان، رقم الحدیث ٥٩٨١، ص١٠٧٩

١١٨۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محوله سابقه، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ١٥٢٦، ص٣١٣

١١٩۔ حضرت ابن عمرؓ کا طرزِ عمل اس کی شہادت ہے، فتح الباری، کتاب الاسیتذان، باب افشاء السلام، ١١/١٦

١٢٠۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام موسوعة، الحدیث الشریف، ٢٠٠٠ء، ابواب المناقب، باب مارایت……، رقم الحدیث ٣٦٤١

١٢١۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقه، ابواب البروالصلة، باب ماجاء فی طلاقة الوجه، الحدیث الشریف، ١٩٧٠، ص١٨٥٠

١٢٢۔ البخاری، کتاب الایمان، ١/١٥، بحواله خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، لاهور، الفیصل، ٢٠٠٤ء، ص٥١١

١٢٣۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، موسوعة الحدیث الشریف، ریاض داراسلام، ٢٠٠٠ء، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالك، رقم الحدیث ٤٤١٨، ص٣٦٢

١٢٤۔ البخاری، کتاب النفقات، باب نفقة المعسر علی اهله، رقم الحدیث ٦٣٦٨، ص٤٦٣

١٢٥۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محوله سابقه، کتاب المرضی، باب وجوب عیادة المریض، رقم الحدیث ٥٦٤٩، ص٤٨٤

١٢٦۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محوله سابقه، کتاب

المرضی، باب عیادة الاعراب، رقم الحدیث ٥٦٥٦، ص٤٨٤

١٢٧۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقه، ابواب المناقب، باب مناقب لانس، رقم الحدیث ٣٨٢٨، ص٢٠٤٥

١٢٨۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محوله سابقه، کتاب الشعر، باب فی انشا دالاشعار، رقم الحدیث ٥٨٥٢، ص١٠٥٥

١٢٩۔ بخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم، رقم الحدیث، ص٥٠٧

١٣٠۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محوله سابقه، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان......، رقم الحدیث ١٦٩، ص٨٠

١٣١۔ ایضاً

١٣٢۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقه، ابواب البر والصله، رقم الحدیث ١٩٥٢، ص١٨٤٨

١٣٣۔ البخاری، الجامع الصحیح، محوله سابقه، کتاب الادب، باب ماینهیٰ......، رقم الحدیث ٦٠٦٦، ص٥١٢

١٣٤۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب مایکره الصلوٰة علی المنافقین، رقم الحدیث ١٣٦٦، ص١٠٦

١٣٥۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب قتل حمزه، رقم الحدیث ٤٠٧٢، ص٣٣٣

١٣٦۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر هند بنت عنبه، ٤/٢٣٢

١٣٧۔ بحواله شبلی نعمانی و ندوی، سیرة النبی ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، ٢٠٠٤، جلد اوّل، ص٣١١

١٣٨۔ خطیب التبریزی، محمد ب عبدالله، مشکوٰة المصابیح، محوله سابقه، کتاب الادب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، ٢/٦١٣

١٣٩۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محوله سابقه، کتاب الادب، باب الرفق فی الامرکله، رقم الحدیث ٦٠٢٤، ص٥٠٩

۱۴۰۔ کنز، کتاب المواعظ، ۱۶/ ۱۲۸

۱۴۱۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً، رقم الحدیث، ۶۰۳۲، ص ۵۱۰

۱۴۲۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب اکرام الضّیف، رقم الحدیث ۶۱۳۶، ص۵۱۷

۱۴۳۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب کل معرف صدقۃٍ، رقم الحدیث ۶۰۲۱، ص ۵۰۹ (تلخیص از انسان کامل، ڈاکٹر خالد علوی، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۵۱۳_۵۱۱)

۱۴۴۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء، ص ۴۱

۱۴۵۔ ایضاً، ص ۴۳

۱۴۶۔ شیخ عبداللہ ناصح علوان، اسلم اور تربیت اولاد، ترجمہ داکٹر حبیب اللہ مختارؒ، کراچی، مکتبہ الحبیب، ۱۹۹۵ء، ص ۳۵۴

۱۴۷۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب المساجد، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۳۱۳

۱۴۸۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الدعوات، بافضل الاجتماع......، رقم الحدیث ۶۷۹۳، ص ۱۲۲۳

۱۴۹۔ اسلام اور تربیت اولاد، داکٹر حبیب اللہ مختارؒ، محولہ سابقہ، ص ۳۵۳

۱۵۰۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۴۵

۱۵۱۔ ایضاً، ص ۴۵

۱۵۲۔ ایضاً، ص۴۷

۱۵۳۔ ام کلثوم، داکٹر، بچے کی تربیت، اسلام اباد، دعوہ اکیدمی، ۲۰۰۶ء، ص۱۷

۱۵۴۔ ایضاً، ص۲۰

۱۵۵۔ ایضاً، ص۲۴

۱۵۶۔ محمد زین العابدین منصوری، فکری یلغار، ترجمان القرآن، لاهور، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص۵۶

۱۵۷۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریه حیات، محوله سابقه، ص۴۲۴

۱۵۸۔ ایضاً،

۱۵۹۔ روزنامه جنگ، ۱۴ اگست، ۱۹۹۶ء، بحواله محمد انور بن اختر، انگریزی اور مخلوط تعلیمی نظام، کراچی، اداره اشاعت اسلام، ۲۰۰۴ء، ص۲۹۳

۱۶۰۔ ایضاً، ص۲۹۴

۱۶۱۔ سید محمد سلیم، پروفیسر، مغربی فلسفۂ تعلیم، کراچی، زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص۱۷۰

۱۶۲۔ القرآن، سوره نوح، آیت ۵۔۱۰

۱۶۳۔ القرآن، سوره طه، آیات ۴۴۔۴۳

۱۶۴۔ القرآن، سوره نحل، آیت۱۲۵

۱۶۵۔ نذر الحفیظ ندوی، سیکولر میڈیا، لاهور، عوامی میڈیا واچ کمنپی، س۔ن، ص۱۰۹

۱۶۶۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، س۔ن، ص۲۱

١٦٧۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعة الحدیث الشریف، ریاض، دارالسلام، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، رقم الحدیث ٢٦٨٧، ص١٩٢٢

١٦٨۔ مناظر احسن گیلانی، علامه، برصغیر پاك وهند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، لاهور، المیزان ٢٠٠٦ء، جلددوم، ص٤

169- Robbi A Grohman, Neturei Karta, UK/ Middle East and Terrorism, http://www.i slamic-studies.org/ terrorconfer.pro.htm

170- (i)The google page. The U.S Site wikki pedia, the free Encyclopaida. (ii)Wixianswer.com, (iii)Yahoo.com, (iv) Fact sand details. communication.

١٧١۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ٢٠٠١ء، ص٣٨٩

١٧٢۔ ایضاً، ص٢٨٧

173- Horonyahya Islam demoucesterrois, Brostp, Amal press, 2002 page.9

١٧٤۔ محمد قطب، اسلام کا نظام تربیت، لاهور، اسلامك پبلی کیشنز، ١٩٩٨ء، ص٣٨٠

١٧٥۔ ایضاً، ص٣٦٤

١٧٦۔ ایضاً، ص٣٧٥

١٧٧۔ ایضاً، ص٣٨٠

١٧٨۔ حفصه صدیقی، بچوں سے گفتگو کیسے کریں، کراچی، اسلامك ریسرچ اکیڈمی، ٢٠١٠ء، ص٩٧

١٧٩۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محوله سابقه، ص٤٧

١٨٠۔ محمد اقبال، علامه، ڈاکٹر، کلیات اقبال، محوله سابقه، ص٢٥٣